

مولانا محمد جعفر بھلواروی

ایک حدیث

ربا (سود)

مُسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ
 لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربو وموکلہ وشاہدہ وکاتبہ
 آنحضور نے سود کھانے والے، کھلانے والے، گواہی دینے والوں اور لکھنے والے سبھوں پر
 لعنت فرمائی ہے۔

قرآن نے سود کی ممانعت اتنے واضح الفاظ میں فرمائی ہے کہ اس کی حرمت میں کسی ابہام کی کوئی
 نجائش نہیں۔ قرآن نے اسے اللہ اور رسول سے جنگ قرار دیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ گفتگو ہو سکتی ہے کہ
 کمانے کا ظاہل ذریعہ سود ہے یا نہیں۔ مثلاً مضاربہ، بیع سلف، بٹائی، کرایہ زمین و مکان اور بینک کا انٹرسٹ
 وغیرہ۔ ہمیں ذاتی طور پر ان کے ربا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بلکہ اس بات پر تعجب ہے کہ بیشتر علما ان میں سے
 بعض کو ربا قرار دیتے ہیں اور بعض کو ربا نہیں مانتے۔ اس وقت اس بحث میں بڑنا مقصود نہیں۔ اسے ہم
 اپنے بہت سے مضامین میں واضح کر چکے ہیں۔ بس وہ بات ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو امیر المؤمنین
 سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے کہ الربو الربو والسریعہ۔ صرف ربا ہی کو نہیں
 بلکہ اس آمدنی کو بھی ترک کر دو جس میں ربا کا شک یا شبہائے خفیہ ہو۔

پیش نظر ارشاد نبوی میں جو حقیقت بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ صرف سود کھانے والا ہی ملعون نہیں
 بلکہ سود دینے والا، سود کھلانے والا بھی ایسا ہی مستحق لعنت ہے۔ سودی کاروبار کا کاغذ لکھنے والا کاتب
 اور اس پر گواہی ثبت کرنے والے شاہد بھی طوق لعنت کے تھدار ہیں، کیونکہ یہ نسبت کسی نہ کسی شکل میں
 سودی کاروبار میں اعانت و شرکت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ سود لینا تو حرام ہو اور
 سود دینا جائز ہو جائے؟ شراب پینا ناجائز اور بلا مانع ہو کہ کسی معصیت کی اعانت اور شرکت تو دو کھار
 اس کے ساتھ محض رضائے الٰہی کو بھی داخل معصیت ہے۔

بغاوت کے سوا دنیا کا اور کوئی جرم نہیں جسے اللہ اور رسول سے جنگ قرار دیا گیا ہو۔ ذرا سوچئے کہ آخر رباعیں کون سی ایسی خباثت ہے جس نے اسے بدترین جرم بنا دیا ہے۔ بات کچھ زیادہ پیچیدہ نہیں بالکل واضح ہے۔ اسلام کا پیغام ہی مساوات انسانی ہے۔ تمام حقوق کی مساوات۔ معاشی سہواری بھی اسی مساوات انسانی کا غیر منفک جز ہے۔ معاشی سہواری کے بغیر کوئی حکومت بھی اسلامی حکومت نہیں ہو سکتی۔ معاشی سہواری کا خون کرنے والی خباثت صرف وہ جذبہ ہے جو زیادہ سے زیادہ دولت مند اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار بننے پر ابھارتا ہے اور اس کا خواہش مند جہانز و ناجہانز کی تمام حدود کو پھاند جاتا ہے۔ اخلاقی و ایمانی قدیم اس کے لیے بے معنی چیزیں ہوتی ہیں اور اپنی ہوس سرمایہ داری کی خاطر وہ ظلم، فریب اور استحصال کا ہر طریقہ اختیار کر لیتا ہے اور غریبوں کو پُر امن طریقے سے لوٹے اور غلام بنانے کے لیے سودی کاروبار کرتا ہے۔ اس طرح وہ سود خوار سرمایہ دار بیشتر مستحق اعانت غریبوں کی جیمیں خالی کر کے اپنا خزانہ بھرتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ نظام عمل قائم رہتا ہے نہ نظام مساوات نہ معاشی سہواری کا قیام ممکن ہوتا ہے نہ طبقاتی کشمکش ختم ہو سکتی ہے۔

لہذا اسلام نے ہمیں جو معاشی نظام دیا ہے اس میں جہانز و سائل سے دولت حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں لیکن اسے جمع رکھنے کی اجازت نہیں۔ اپنی جہانز و متوسط فردت سے جو نائد ہو اسے کاخیر میں لگا دینے کا حکم ہے جسے انفاق فی سبیل اللہ کہتے ہیں یہی ہے سنت رسولؐ اور یہی ہے سنت خلفائے راشدینؓ۔ دولت کو جمع رکھنا ہی سرمایہ دار بننے کی خواہش کی طرف پہلا قدم ہے، اس لیے کہ اسے سرمائے کو بڑھانے کی خواہش بھی فطران پیدا ہو جاتی ہے۔ دینے کی خواہش دب جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ لینے کی آرزو ابھر آتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ استحصال کی طرف قدم بڑھاتا ہے جس کی بدترین شکل رباعینی سود ہے۔ یہی وہ غلیٹ مرشت ہے جو انسانی مساوات اور معاشی سہواری کے لیے سم قاتل ہے اور طبقاتی کشمکش کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اسلام ایسی خونخوار غیر انسانی اور اخلاق کش حرکت کا کیسے روادار ہو سکتا تھا اور لطف کی بات یہ ہے کہ تواریت نے بھی سود کو حرام ہی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کتب خراج ۲۲: ۲۵ تا ۲۷ اور کتب استثنائے ۲۳،

۶۰: ۱۹۔ اور کتب احبار ۲۵: ۳۵ تا ۳۷۔ عیسائی بھی تواریت کے احکام کو اسی طرح مانتے ہیں، جس طرح یہود مانتے ہیں۔ گویا تمام انسانی مذہب حرمتِ ربانہ متفق ہیں

لیکن جب یہ سود و فساد بنی نے دولت کو اپنا معبود بنایا تو معبود حقیقی کے اس حکم کو پس پشت ڈال دیا کہ سود حرام ہے۔ اور سودی کاروبار کا ایسا وسیع جال بچھا دیا کہ کوئی فرد اس سے نہ بچ سکا۔ بینکاری نے اس میں سب سے اہم کردار ادا کیا اور کوئی مسلمان ملک بھی اس سے نہ بچ سکا بلواسطہ یا بلا واسطہ ہر شخص اس میں مبتلا ہوا اور اہل اسلام کو اس جال سے رہائی پانا مشکل ہو گیا اور رفتہ رفتہ ان تمام چیزوں کو اپنے معاشرے میں داخل کر لیا جو کسی نہ کسی شکل میں سود ہی ہے۔ مثلاً بٹائی، مضاربہ، کرایہ مکان اور بینک کا سودی منافع وغیرہ۔ ان چیزوں سے آج رہائی پانا بلاشبہ سخت دشوار ہے لیکن ارادہ و ہمت ہو تو کیا نہیں ہو سکتا، دنیا میں آج بھی کچھ ممالک ایسے ہیں جنہوں نے اپنے ہاں سے اس لعنت کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین ان میں سرفہرست ہے دنیا میں یہی ایسا ملک ہے جو کسی ملک کو قرض دیتا ہے تو اس پر سود نہیں لیتا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ کیوں نہیں کر سکتا۔

ہمیں کسی اخباری خبر سے اتنی مسرت نہیں ہوئی جتنی وفاقی وزیر خزانہ کے اس اعلان سے ہوئی کہ سود کی لعنت کو پاکستان سے مٹا دینا ہمارے نصب العین میں داخل ہے۔ فی الواقع ہمارے لیے یہ شرم کی بات ہے سو فٹسٹ ممالک تو سود کی ہمہ گیر لعنت کو محسوس کر لیں اور اہل اسلام اس حکم کو فراموش کر دیں جو انہیں چودہ صدی پہلے دیا جا چکا تھا۔

رہا کیا ہے؛ وہ قرض جس سے زیادہ وصول کیا جائے، خواہ وہ کوئی رقم ہو یا کوئی اور جنس، یہ کیوں حرام ہے؛ اس لیے کہ حاجت مند ہی قرض لیتا ہے۔ حاجت مند کی تو صدقات سے مدد کرنی چاہیے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اسے قرض دیا جائے مگر وہ نہ ادا کر سکے تو اسے معاف کر دیا جائے۔ اگر معاف نہ کیا جاسکے اور وقت پر نہ ادا کر سکے تو اسے ادائیگی کے لیے مزید مہلت دی جائے۔ یہ تمام احکام قرآن میں وضاحت سے موجود ہیں۔ تفصیل میں جاننے کی ضرورت نہیں۔ لیکن سود خوار ہر حاجت مند کو قرض دے کر اس سے مزید وصول کرتا ہے اور سود و سود کے ذریعے اسے لوٹا چلا جاتا ہے وہ کوئی نعمت نہیں کرتا جو کچھ نعمت کرتا ہے وہ کسی کو نفع پہنچانے کے لیے نہیں کرتا، صرف لوٹنے کے لیے کرتا ہے۔ اور یہی مضاربہ میں ہے یہی کچھ بیع سلف میں ہے۔ اور یہی کچھ بینک انٹرسٹ میں ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے نے ان میں سے ایک آدھ کو توتا جاتا اور باقی کو مباح سمجھ لیا ہے۔ اگر حلال ہو تو سب حلال ہیں اور حرام ہو تو سب حرام ہیں۔